© rasailojaraid.com

قاری محمد طیبؒ قاسمی کا نقشِ جمیل

مولانا حکیم عبدالرشید محمود گنگوہی کا تعزیتی مکتوب

بقیۃ السلف مولانا حکیم عبدالرشید محمود گنگوہی نبیرۂ حضرت حجۃ الاسلام مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ نے اپنے ہم عمر ہمعصر ہمدم دیرینہ حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی کی وفات پر مرحوم کے صاحبزادگان کے نام جو تعزیتی مکتوب ارسال فرمایا اور جو اختصار کے باوجود نہایت جامعیت اور تاثر لئے ہوئے ہے۔ یہ مکتوب ہمیں مولانا گنگوہی کے ایک پاکستانی متوسل کے ذریعہ الحق میں اشاعت کے لئے موصول ہوا ہے۔ اور الحق کے لئے اس کی اشاعت باعث سعادت ہے۔

مکرما سلیل الکرام البررہ مولانا سالم اسلم اعظم سلمہم اللہ

از کی التحیات، مولانا طیبؒ رہ گذار آخرت ہو گئے۔ ہونا ہی تھا۔ نہ کوئی نئی بات ہے نہ غیر متوقع حادثہ وما جعلنا لبشر من قبلك الخلد مگر دلوں کی دنیا اور یادوں کی بستی سے ان کا نقشِ جمیل مٹ جانا ممکن نہیں۔ وہ باقیات صالحات سے بھی تھے اور "جعلها كلمةً باقيةً في عقبه" ان کی زندگی اور زبان بھی تھی۔ ان کی شیریں زبانی، شگفتہ بیانی، صورت نورانی، ہوشمندی فکر، ارجمندیٔ ذہن اور دردمندیٔ دل کو کون بھلا سکتا ہے۔ دوائر علمیہ میں ان کی جامعیت، علوم و افکار کا تنوع و تبحر ادبی ذوق، خوبیٔ تعبیر، حسین و بدیع ترجمانی، مجامع میں خطاب گویا فلک اعلیٰ سے اذا تكلم يُخيل الينا انه يؤيد کا سا کیف، حکمت ربانیہ، ولی اللّٰہی بھی ابن جوزی کی سی سحر انگیزی بھی۔ یہ کس صاحب ذوق و جوہر شناس کو رہ رہ کر یاد نہ آئے گی۔

اب وہ کوہ کن کی بات گئی کوہ کن کے ساتھ

عجزت النساء ان يلدن مثل طیب کس کس نادرہ اور خلیقہ پر تعجب کریں۔ زبان ایسی کہ سب سمجھیں، بیان ایسا کہ دل مانے۔ عقل کی پاسبانی بھی، لیکن کہیں کہیں۔ "اسے تنہا بھی چھوڑ دے" کے بعد اذکار و افکار بھی ______ دلائل عقلی بھی نقلی بھی، جدلی عدلی بھی۔ انفسی آفاقی بھی اور حقائق و معرفت آگیں بھی۔ میں نے مجلس سے اٹھتے ہوئے اکثر لوگوں کو کہتے ہوئے سنا کہ عالم کیا ہے ایک دریا ہے۔ عجیب نابغیت۔

آخر وہ وقت آگیا عشية قيل طبيب ليس فينا انہی کا یہ شعر ہے ؎

خوگرِ عیش و طرب اب آہ اپنا دل نہیں
دور ہوائے شادمانی تو مرے قابل نہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ بھی ان ہی کا فرمودہ ہے ؎

جلوہ گر نور بقا میں صورت سیماب ہے — اے تماشہ گاہ عالم بس تجھے آداب ہے

بے شمار محاسن و مکارم اور مناقب و محامد کے ساتھ ان کی طبع لین، حلم و رفق سے معمور سیرت، امتہ و معاشرت میں متحمل اسے عجیب موزوں و متوازن کیر کٹر، جلال و حرا سے متنفر، غیر متصادم مزاج دکھائی میں لا نہیں چاہتا ! لڑنا میری افتاد نہیں) اہم امور و حوادث میں ان کی ایسی رواداری کہ بعض اشخاص کو مداہن و تنہا کا شبہ ہو جائے۔ مگر سچ پوچھئے تو وہ مسامحت تھی نہ مداہنت۔ یہ الطاف خداوندی اس جرامت پر مثالی تھے۔ اس کون ہے جو اس کا دعوی کر سکے۔ ہاں مگر "بشری النسام" کا انفکاک بھی ممکن نہیں۔ ممکن کبھی اس سے مامون نہیں اخیر کے چند سال حبس ضیق، غیر حق میں مشغولی، خلجان اور ذہنی انتشار کے گذرے بجز اس کے کیا کہا جا کہ کان امر اللہ قدراً مقدوراً اللہ تعالی ان کو کفارہ سیئات بنا دے۔ یہ ابتلاء عام ہے عوام اور علماء جملہ حالات سب ہی ان میں مبتلا ہیں۔ بقول مولانا سید سلیمان ندوی مسلمانوں سے اجتماعی کام کی صلاحیت اٹھتی رہی ہے۔ ارتفاقی مزاج برہم ہو رہا ہے کون تبریہ کر سکتا ہے الانبیاء اشد بلاءً ثم الامثل فالامثل مگر شخصیت کے خدوخال و جمالِ محبوبی میں ان کا محسوس ہونا ناگزیر تھا۔ پھر ہوا جو کچھ ہوا، اور کہا گیا جو نہ کہ کہا جاتا حق بھی ناحق بھی۔ حدود کے اندر بھی متجاوز بھی۔ اخلاص سے حق کہا گیا تو کہنے والا ماجور، ناحق اور حدود سے متجاوز کہا گیا تو اس کی شکایت ہی کیا ہے ؎

ما نجی اللہ والرسول معاً — من لسان الوری فکیف انا

اب تعزیتہً آپ متعلقین پسماندگان سے وہی کہتا ہوں جو ایک بدوی نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے حضرت عباسؓ کی وفات پر کہا تھا ؎

خیرٌ من العباس اجرک بعدہٗ — واللہ خیر منک للعباس

آپ کو عباس سے بہتر ان کی وفات کا اجر مل گیا۔ اور عباس کو آپ سے بہتر اللہ اور لقاء رب میسر ہوا زیادہ موجب تاسف و تالم یہ مضمون ہے۔ اذا مات العالم ثلمت ثلمۃ فی الاسلام لا یسد الا عالمٌ ورنہ ویسے تو

نزلنا ساعۃ ثم ارتحلنا — کذا الدنیا رحالٌ فارتحلنا

قانون ہے ہی۔ اب عالم آخر کہاں، کب؟ اللہ جانے! البتہ اس دعا کی ضرورت ہے۔

قرب الرحال الی دیار الآخرہ — فاجعل الٰہی خیر عمری آخرہ

اخیر میں ایک بات اور کہنے کو دل چاہتا ہے۔ آپ حضرات اگر محسوس نہ کریں اور حق دیں۔ بہر کیف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یحت کی عزت حاصل ہے۔ اس لئے کہ میں آسن ہوں سن و سال کا تفاوت بالکل غیر معتبر ہی نہیں کہ اس حدیث
رسامنے رکھیں۔

انا آمنۃ لاصحابی فاذا ذھبت اُتی اصحابی مایوعدون واصحابی آمنۃ لامتی فاذا ذھبت
صحابی اُتی اُمتی مایوعدون

بڑوں کا اٹھنا حرمان تو ہے پیش آنے والے خطرات کا احساس بھی ہے اب تک جانے کتنے نئے رک ہوئے
ل گئے۔ انابت و استعاذہ کی ضرورت ہے۔

یہ خط ختم کر چکا تھا کہ لکھنؤ کے کچھ حضرات اور ایک قاری اسلم نامی تشریف لے آئے۔ دفعتہً نصف صدی سے
ھ زیادہ قبل کا واقعہ ذہنی اسکرین پر ابھرا۔ میرے حضرت والد صاحبؒ علیل ہو کر شفایاب ہوئے تھے۔
دیوبند سے ایک بڑا مجمع حضرت مولانا حافظ احمد صاحبؒ حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحبؒ۔ مولانا اعزاز علی
صاحب۔ علامہ ابراہیم صاحب اور حضرت میاں صاحبؒ وغیرہ مزاج پرسی کو تشریف لائے۔ مولانا طیب
جوان قریباً پچیس سالہ بھی ساتھ تھے۔ بعد مغرب کا وقت تھا حضرت والد صاحب نے فرمایا طیب! ایک
وع سناؤ یاد ہے ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس بہ نفسہ الخ سنایا۔ سماں بندھ گیا
کھیں پرنم ہو گئیں۔ میرے کانوں نے یہ خوش لحنی پہلی مرتبہ سنی تھی۔ ساز بھی، سوز بھی، دلگداز بھی، نغمہائے
نش سحاب اندر سحاب بھی ــــ یہ پہلا نقش تھا جو آج بھی تازہ ہے اس کے بعد دیوبند پہنچ کر تو بار بار سنی۔
ہری نمازوں میں بھی اکثر جب وہ ہوتے امامت وہی کرتے۔ ویسے بھی وقتاً۔ پھر یہ کیفیت ہو گئی۔ کہ جس کا
ن بھی لحن طیبی سے کچھ مشابہ ہوتا میں تاثر لیتا۔ اب برسوں سے اس کی نوبت نہیں آئی تھی کہ کچھ سنتا۔ مولانا
ولت سے گذر کر شیخوخت کی منزل میں آ گئے تھے۔ لحنیت اور گلے کے گھنگھرو اپنا زیر و بم ختم کر چکے تھے۔

پرسوں یہ لکھنوی حضرات اور قاری اسلم ندوی آئے۔ میں نے ان سے کچھ سنانے کی فرمائش کی۔ برائے نام
ہ تشابہ تھا۔ یا ذہن نے محسوس کیا، قریب تھا کہ دل اور آنکھیں بے قابو ہو جائیں۔ بند ضبط ٹوٹ جاتے قرأت
ب یاد آ گئی۔ اوپر سے یہ حادثہ سن ہی چکا تھا۔ عشیۃ قبل طیب لیس فینا آج وہ نہیں ہیں وہ عصر ختم ہو
یا۔ دیوبند کا زمانہ اپنا قیام، اکابر کا مجمع، مولانا طیب کا حسین سراپا۔ ان کی لحنیت، طیب سب کی آنکھ کا
رہ تھے۔ ان کی نسبت، حضرت مہتمم سلالہ قاسم الخیرات کے بیٹے ہونا ذاتی جمال و کمال مکارم، خوش کلامی،
ش خطابی، خوش تعبیری مضامین، خوش نوائی لحن، لباس و تلبس تک میں گونہ تزئین، جمالی امتزاج و رنگ

● امام ربانی حضرت گنگوہی قدس سرہ کے صاحبزادے حکیم مسعود صاحبؒ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

علمی مذاکرہ میں نرالی انداز، جمال بھی، کمال بھی، مگر جلال نہیں (بہ مفہوم عرفی) ورنہ زندگی کے سب پہلو جلالت کے شاہد عدل اور فخامت کے غماز، جو بعد میں ایسے نمایاں ہوتے کہ فخر اماثل کہے گئے۔ یہ ہرگز نہ اطرار مادح ہے نہ مبالغہ۔ اللہ ان کی قبر کو اپنے انوار سے معمور فرمائے۔ میں کہہ سکتا ہوں کہ ان کے بہت سے بظاہر مداح و معتقدین سے زیادہ مجھے ان کے اوصاف ذکیہ پر اطلاع ہے۔ مجھے بہت سے زمان و مقام و ظروف اور اوقات و احوال میں ان سے اور ان کا قرب رہا ہے سفر میں حضر میں حج میں۔

ہاں مگر میں ان کی کمزوریوں کو بھی جانتا ہوں ان کے قامت بلند کے پیش نظر سئیات المقربین۔ مگر بڑے سے بڑا آدمی سینہ پہ ہاتھ رکھ کر بتلائے کہ وہ اس سے بری اور خالی ہے؟ یہ تو ملائکہ ہیں۔ اللھم استر عیوبنا و امح ذنوبنا دعا بتلائی گئی۔ عیوب وہی کمزوریاں جو زائل نہیں ہو سکتیں مغلوب و مستور ہو سکتی ہیں اسی لئے ان کے صرف ستر اور ذنوب کے محو کی دعا ارشاد ہوئی۔ ایک ہفتہ ہونے کو آیا ان کا نقش جمیل ذہن پر کس کس نوع و جہت سے ابھر کر نہیں آیا۔ ان کی جوانی، بڑھاپا کہولت۔ اُن کے اقوال و افکار، رفتار، مجالس، وہ اپنی ذات سے ایک انجمن تھے اب اللہ ان کو احبار امۃ کی انجمن میں جگہ دے اور یہ ان کی صحبت کبھی منتہی نہ ہو۔ دل یہی چاہتا ہے کہ بس یہی ذکر کرتا رہوں۔ کوئی ذکر کرتا ہے تو میں گویا اس کے منہ سے نوالہ چھین لیتا ہوں۔ اور خود بات کرنے لگتا ہوں۔ بار بار خیال ہوتا ہے کس حال میں ہوں گے۔ ع

نہ قاصدے نہ سفیرے نہ مرغ نامہ برے

کن کن احبار و آبار صالحین سے ملاقات ہو رہی ہوگی۔ کوئی بے قاعدگی ہوئی بھی ہوگی تو وہ یعفو عن کثیر ہے اور اس کا "کثیر" تو کُل ہی ہے۔ سب محو کر دے گا۔ کتنی شہادات انام ان کے لئے ہوں گی۔ جنازہ پر آنے والے بھی شہدا ہی ہیں۔ کتنوں سے عقیدت سے مصافحہ کیا ہوگا۔ انتم شھداء اللہ فی الارض کتنوں نے ان کے محققانہ مذاکرانہ خطاب سے شہادت حق سنی ہوگی۔ اور خود ان کے لئے شہادت دی ہوگی۔

خطہ ارض میں کون سا مقام ہے جہاں انہوں نے اللہ رسول کی بات نہ کہی ہوگی۔ ایشیا، یورپ۔ مغرب اقصیٰ مشرق وسطیٰ سب ان کے اعمال نامہ میں مکتوب و محفوظ ہیں۔ فاللہ آواہ مقام المتقین وبوأہ فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر۔ اللہ آپ سب کو صبر دے، اجر دے۔ حادثہ کی اہمیت ناقابل انکار، ایسی شخصیت کا فقدان ناقابل تلافی لولا ان القلوب توقن باجتماع ثان لا نفطرت المرای بفراق المحبوبین موجب تسلیہ ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ والسلام

© rasailojaraid.com